ارشادات حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ
بانی خیر المدارس ملتان

اللہ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ

اکبر الہ آبادی نے خوب فرمایا ہے ؎

تعلیم مذہبی کا خلاصہ یہی تو ہے سب مل گیا اسے جسے اللہ مل گیا

حسن اتفاق سے یاد آیا کہ تعلق مع اللہ پر استاذ العلماء راس الاتقیاء عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری قدس سرہٗ العزیز بانی و مہتمم خیر المدارس ملتان نے مدرسہ اشرف المدارس کے سالانہ جلسہ میں مورخہ ۸ صفر ۱۳۸۷ھ (۱۹ مئی ۱۹۶۷ء) شب شنبہ کو جو تقریر فرمائی۔ بغرض استفادہ و استفاضہ قارئین نقل کرتا ہوں۔

(جامع وعظ بندہ محمد اقبال قریشی ہارون آبادی)

حضرت مرحوم نے بعد خطبہ مسنونہ ، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت میں تعلق باللہ کا طریقہ تلایا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے بندہ کا صحیح تعلق قائم ہو جاتا ہے تو بندہ جو کچھ زبان سے کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ ابن الفارضؒ نقشبندی خاندان کے ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ کے سامنے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے گئے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فوراً منہ پھیر لیا۔ چونکہ آپ شاعر تھے اس لئے فوراً یہ شعر پڑھا ؎

اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ
مَا قَدْ رَاَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ

یعنی تمہارے پاس محبت کا اجر یہ ہے تو میں نے اپنی عمر ضائع کر دی۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا تو خود بخود غیر اللہ

سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، جیساکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مثال ہے کہ شاہ چین نے آپکو شیشہ دیا تو آپ نے اپنے گھر میں رکھوا دیا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو خود بخود شیشہ کی طرف نظر پڑتی حالانکہ آپ کو شیشہ دیکھنے کا شوق نہ تھا۔ لیکن بجائے توجہ مع اللہ کے شیشہ کی طرف نظر پڑنے سے اپنی شکل وصورت نظر آتی۔ اتفاق سے وہ شیشہ آپ کے نوکر سے ٹوٹ گیا۔ نوکر بہت گھبرایا کہ آپ سخت ناراض ہوں گے، جب آپ تشریف لائے تو اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔ ؎ از قضا آئینہ چینی شکست۔

آپ بہت خوش ہوئے کیونکہ اتنی دیر اللہ کیطرف سے دھیان ہٹتا تھا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے خود انتظام کر دیا۔ تو آپ نے دوسرا مصرع فرما دیا۔ ؎

خوب شد اسباب خودبینی شکست

پس تعلق مع اللہ بہت بڑی دولت ہے۔ مقصود اعظم تعلق مع اللہ ہے۔ جب بندہ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اسکو فکر آخرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اسے مال یا جان کی حفاظت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے انبیاء کرام تشریف لے آئے۔ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا تاکہ تعلق مع اللہ کا سلسلہ قائم رہے۔ تعلق مع اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہے۔

عالم چار ہیں، عالم ارواح، عالم ازل، عالم دنیا، عالم برزخ۔ سب سے پہلے روحیں عالم ارواح میں تھیں اور سب روحیں اللہ تعالیٰ کو دیکھتی تھیں مگر ان کا دیکھنا غیر اختیاری تھا جیسے تصویر لٹکی ہو تو پانی میں خود نظر آتی ہے۔ اسی طرح روح کا دیدار تھا۔ قرآن شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو جواب دیا گیا: قَالُوْا بَلٰی۔ یعنی کیوں نہیں (تو ہمارا رب ہے) یہاں سب کا جواب ایک ساتھ نہ تھا۔ جیساکہ مفسرین نے نقل فرمایا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی روحوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ جب سوال کیا گیا تو سب کی روحیں موجود تھیں۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے جواب دیا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جواب نہ دیتی تو کوئی بھی جواب نہ دیتا۔ آپؐ کے جواب کے بعد انبیاء علیہم السلام کی روحوں نے جواب دیا اس کے بعد درجہ بدرجہ قطب، اولیاء کی روحوں نے جواب دیا، گویا عالم روحانی میں آپؐ کو استاد

بنایا گیا اور آپؐ کی روح سب کے لئے باعث تقلید بنی۔ اور آپؐ کے تشریف لانے سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا گیا جیسے بادشاہ کے آنے کی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ تو چھوٹے چھوٹے اہل کاروں کا انتظام ہوتا ہے۔ شامیانہ لگایا جاتا ہے، فرش بچھایا جاتا ہے اور شامیانے کو افسر دیکھنے کیلئے آتے ہیں، کہ آیا بادشاہ کے لائق بھی ہے تو آپؐ کے لئے آسمان کا شامیانہ لگایا گیا۔ زمین کا فرش بچھایا گیا۔ سورج اور چاند کی لالٹینیں لگائی گئیں اور سب انبیاء علیہم السلام شامیانے کو دیکھنے کے لئے آئے اور شامیانہ بدستور رہا۔ اور جب تک ایک آدمی بھی کلمہ توحید پر ایمان لاتا ہے اور عمل صالح کرتا ہے۔ شامیانہ بھی اسی وقت تک رہے گا۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوگیا تو سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے۔ شامیانہ بھی نہ رہے گا۔ اور قیامت آجائے گی دنیا ختم ہو جائے گی کیونکہ اس وقت شامیانہ کی ضرورت بھی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات کی قسم کھائی ہے، اور کسی کی عمر کی قسم نہیں کھائی۔ چنانچہ سورہ الحجر آیت ۷۲ میں ہے۔ لعمرك انهم لفی سكرتهم یعمهون میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو بیان نہیں کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے معجزات ہیں کہ ان کا بیان ہو ہی نہیں سکتا۔ ان میں سے ایک معجزہ معراج شریف ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی براق پر سواری کی زمین سے گزرے۔ براق زمین اور آسمان کے درمیان چلتا تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی۔ اس کا ایک قدم ہوتا تھا۔ خوشبو آنے لگی۔ آپؐ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا یہ جنت کی خوشبو ہے۔ جبرئیل علیہ السلام جواب دیا یہاں سے جنت بہت دور ہے۔

فرعون کی ایک ملازمہ تھی وہ کنگھی کر رہی تھی، ایک دن کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی تو اس کے منہ سے کلمہ توحید نکل گیا۔ جب اللہ والے کی زبان سے بات نکلتی ہے پھر نہیں چھپتی بلکہ پہلے سے زیادہ نکلتی ہے۔ کسی نے جاکر فرعون سے کہہ دیا۔ فرعون نے پولیس بھیجی اس پر لڑکی نے کہا میں اس خدا کو مانتی ہوں جس نے مجھے پیدا کیا۔ اس پر فرعون نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دئے اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک شیر خوار، دوسرا تین چار سال کا۔ فرعون نے بیٹے کو ذبح کرنے کی دھمکی دی۔ ماں برابر ڈٹی رہی۔ اس پر فرعون نے بڑے بیٹے کو ذبح کر دیا اور چھوٹے بیٹے کو ماں کے سینہ پر رکھ دیا، ماں گھبرائی، اس پر اللہ تعالیٰ نے شیر خوار بچے کو زبان دی کہ میرا بھائی جنت میں میرا اور آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ ظالم

نے ماں اور بیٹے کو ذبح کر دیا۔ آج اسکی قبر سے خوشبو آ رہی ہے جو ساتویں آسمان تک پہنچی ہے۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اس کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ساتھ نہیں ہیں۔ کیونکہ اس سے آگے جانے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پر جلتے ہیں۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلیات پڑتی ہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے سینہ میں وہ طاقت رکھی ہے جو آگے جا سکے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں سب سے افضل ہیں اور یہاں آپؐ کی فضیلت حضرت جبرئیل علیہ السلام سے بڑھ کر ثابت ہوئی۔ آپؐ نے جنت اور دوزخ کو دیکھا جب ایک آدمی بادشاہ یا اپنے پیر کے پاس جاتا ہے تو سوغات لے کر جاتا ہے۔ آپؐ یہ سوغات لے کر گئے اَلتَّحِیَّاتُ یعنی قولی عبادت۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت ہوگی اور زبان سے ہر جملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہی نکلے گا۔ وَالصَّلَوٰتُ۔ سر سے پیر تک کی عبادت اللہ کے لئے ہوگی اپنے نفس کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ قبروں پر سجدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ کے لئے ہوگا۔

موحد چہ برپائے ریزی زرش چہ شمشیر ہندی نہی برسرش
امید و ہراسش نباشد زکس ہمیں است و بنیاد توحید بس

تیسرا وَالطَّیِّبَاتُ پاک مال کی کمائی پیش کی۔ کسی کی چوری کی کمائی نہ ہوگی۔ خرچ میں بھی رضاء الٰہی ہوگی، مدارس اسلامیہ کی امداد ہوگی اور دیگر نیک کاموں میں صرف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؐ کے لئے اور آپؐ کی امت کے لئے تحفہ دیا۔ آپؐ واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے واپس کیا۔ پانچ نمازیں کم ہوئیں، اسی طرح نو مرتبہ آپؐ واپس ہوئے بعض احادیث میں جو دس یا بیس کا ذکر آتا ہے وہ دو یا چار کو جمع کر لیا ہے۔ جب پانچ باقی رہ گئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت پر تین نمازیں فرض تھیں انہوں نے وہ نہ پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اب تو مجھے شرم آتی ہے، کیونکہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی عادت معلوم ہوگئی اگر پانچ بھی معاف ہو جائیں تو امت کے لئے کیا سوغات یا تحفہ لے جاتے۔ یہ اللہ کا تحفہ ہے جس طرح آج کل لوگ اپنے دوست کو شادی میں تحفہ بھیجتے ہیں اگر کوئی تحفہ واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ آئے گا۔ آج کل لوگ بہت کم نمازیں پڑھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے نماز تجویز خداوندی ہے۔ باقی انبیاء کی نمازیں اپنی تجویز تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیں۔ بندہ کی تجویز اور خدا کی تجویز میں فرق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ

نے حضورؐ کو آسمان پر بلا کر نماز تجویز فرمائی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھالیا تھا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو صبح صادق کا وقت تھا۔ اسطرح ان کی امت پر فجر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے منیٰ میں تشریف لے گئے۔ جب آپکی قربانی قبول ہوئی تو زوال کا وقت تھا۔ آپ نے شکریہ میں چار رکعت نماز پڑھی اسطرح ان پر ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام ایک سو سال کے بعد جب اٹھے تو دن ڈھل چکا تھا۔ آپ نے چار رکعت نماز پڑھی۔ اس لئے ان پر عصر کی نماز فرض ہوئی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان ہوا تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے چار رکعت کی نیت باندھی لیکن بھول کر تین رکعت نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور ان کی امت پر مغرب کی نماز فرض ہوئی۔ عشاء کی نماز خاص حضورؐ اور آپؐ کی امت پر فرض ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ سب سے افضل انبیاء علیہم السلام ہیں اور سب فرشتوں سے افضل جبرئیل علیہ السلام ہیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے افضل ہیں۔ مرنے اور قیامت کے درمیان عالم برزخ ہے۔ ہمارا مسلک ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر جائے۔ آپؐ پر درود اور سلام بھیجے آپؐ سنتے ہیں۔ آپ کے وسیلہ سے دعا مانگے، ہم چشتی ہیں ہم وسیلہ کے قائل ہیں سب وسیلہ کے قائل ہیں۔ ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ دارالعلوم کراچی نے وسیلہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ سوائے غیر مقلد کے سب وسیلہ کے قائل ہیں۔ معتزلہ وسیلہ کے قائل نہیں۔ وہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے وسیلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور ایک رسالہ وسیلہ کے متعلق میں نے لکھا ہے۔ جو خیر المدارس میں پڑا ہوا ہے۔ قیامت کے دن شفاعت کبریٰ بھی آپؐ کے لئے خاص ہے۔ آپؐ کے وسیلہ سے ہی سب کی نجات ہوگی۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں لیکن وہ عذر کر دیں گے۔ کیونکہ انہیں بتلایا نہیں گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ خبر دی گئی۔ تاکہ آپؐ بھی کہیں کماں بندگی سے عذر نہ کر دیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ میں سجدہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے ایسی دعائیں سکھلائیں گے جو کسی کو نہ سکھلائی ہوں گی۔ ارشاد ہوگا اٹھ کیا مانگتا ہے۔ مانگ۔ علامہ قسطلانیؒ نے لکھا ہے کہ وہ مٹی جو روضہ کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہے، وہ عرش سے افضل ہے۔ پس جو حضورؐ کی اتباع کرے گا اس کا تعلق اللہ سے قائم ہوگا۔ مگر فرق وہی ہوگا جو سرونٹ اور آقا میں ہوتا ہے۔

■■